Review 258 The Religious Wars of the 21st Century

کیوں کہ اگر ہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھادیں۔ ہم تصوروں کو ڈھادیتے ہیں۔ بلکہ اِک بھلائی کو جو خدا کی پہچان ہیں۔ اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں۔ تو ہم ہر ایک دشمن کو قید کر کے مسیح کے تابع بنادیتے ہیں۔ ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی فرمانبرداری کا بدلہ لیں۔

نمبر 3۔حق تصنیف 20003 جان ڈبلیو رونز پوسٹ آفس بکس نمبر 68 یونیکوئی

ٹینیسی 37692۔جنوری فروری 1983

ای میل: tjtriniyfound@oal.com

ویب سائٹ: www.trinityfoundation.com

ٹیلی فون: 4237430199۔فیکس۔

اکیسویں صدی کی مذہبی جنگیں۔

جان ڈبلیو۔ روبنس

جُملہ ''تہذیب کا ڈھیر ہو جانا'' سادہ طرح کہنے کی ایک بات ہے جو بہت سوں کی سوچوں کو گمراہ کرتی ہے کہ تہذیبوں کا ڈھیر ہو جانا بالکل اُسی طرح ہے جیسے عمارات انہدام کے دوران ڈھیر ہو جاتی ہیں، یا جیسے 11 ستمبر 2001 میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے جُڑواں ٹاور ڈھیر ہو گئے تھے۔ ظاہری طور پر، وہ سوچتے ہیں کہ، سارا معاملہ، ڈرامائی ہے، اور یہ محض تھوڑے عرصہ کے لیے ہے، اور جب یہ سرانجام پاتا ہے، کچھ بھی باقی نہیں رہتا ماسوائے خاک اور ملبہ کے۔ تہذیب کے ڈھیر ہو جانے کا استعارہ ایک طرح گمراہ کرنا ہے، اور کچھ لوگ، اِس کے زیرِ اثر، انکار کرتے ہیں کہ مغرب ڈھیر ہو گیا ہے۔ لیکن تہذیبوں کا زوال پذیر ہونا مہینوں یا یہاں تک کہ سالوں کا معاملہ نہیں ہے، اور اُن کے ایسا ہونے کو قیاس کرنا پاگل پن ہے۔

مغرب ایک صدی سے زائد عرصہ سے ڈھیر ہو چُکا ہے۔ بائبل کی الٰہیات جسے مغربی تہذیب نے پانچ سو سال قبل بنایا اُس میں سب کچھ شامل تھا لیکن مغرب میں غائب ہو گیا۔ شمالی امریکہ اور یورپ میں مسیحیت کا رد کیا جانا، اور دوسرے کثیر جھوٹے مذاہب کا اُٹھ کھڑے ہونا، جن میں آرمینئم ازم، رومان ازم، پینٹیکوسٹل ازم، اتھسم اور میسٹسا ازم شامل ہیں، انہوں نے مغرب کے ڈھیر ہو جانے کی طرف راہنمائی کی۔ اِس ڈھیر ہونے کی نشاندہی، یا مزید درستگی کے ساتھ، بائبلی خاندان (خاوند، بیوی، اور بچوں) کے تحلیل ہو جانے کے باعث ہے، انفرادی اور کاروباری کارِ عظیم کی گروہ بندی، حکومتی ملکیت اور تعلیمی اداروں پر اختیار، جرائم کے بڑھنے، بداخلاقی، انسانی تحقیرِ دین کی قبولیت، بے شرمی، اور ہم جنس پرستی، اور ہوس پرستی کے پھر سے پھوٹ پڑنے کے وسیلہ سے ہے۔ اِس تہذیب کے گر جانے کے خلاف، امریکی مذہبی حقوق نے مغرب میں اِس کی شفاعت کرنے کے طور پر دونوں رومن ازم اور یہودیت کو بغل گیر کیا، بیوقوفانہ طور پر اسے نظر

انداز کرتے ہوئے کہ وہ، یقین نہ کرنے کی اقسام کے طور پر مغرب اور اس کے ڈھیر ہونے کے اسباب کو تباہ کرنے والے ہیں۔ جسے ہم مغربی تہذیب کا کھڑا ہونا کہتے ہیں یہ وسیع پیانے پر تبلیغ اور انجیل کے راست ہونے پر یقین کرنے کے لیے صرف اکیلے ایمان کے وسیلہ سے ہے۔ ماہرِ الہیات جو اِس تعلیم سے انکاری ہیں وہ دونوں روحوں اور معاشروں میں مہلک ہیں۔

اٹھارویں، انیسویں، اور بیسویں صدی کے دوران بڑھتے ہوئے مسیحی الہیات کے انکار کا نتیجہ یہ تھا کہ بیسویں صدی رقم کردہ تاریخ میں خون آلود صدی تھی۔ شاید صرف نوحؔ کی صدی میں، جو بہت بدکار تھی، جس میں لوگوں نے خدا کو سیارے پر تمام انسانی زندگی کو تباہ کرنے کے لیے اُکسایا، اور اُس نے آٹھ جانوں کو بچایا۔ پیدائش 6:11 اور 13 ہمیں بتاتی ہے کہ 'پر زمین خدا کے آگے ناراست ہوگئی تھی اور وہ ظلم سے بھری تھی۔۔۔ اور خدا نے کہا کہ تمام بشر کا خاتمہ میرے سامنے آ پہنچا ہے کیونکہ اُن کے سبب سے زمین ظلم سے بھر گئی سو دیکھ میں زمین سمیت اُنکو ہلاک کرونگا۔' بیسویں صدی میں لاکھوں اموات حکمرانوں کی دوسری اقوام اور اپنے ہی لوگوں کے ساتھ جنگ کا سبب تھیں۔ آمروں کے ناموں، ولاڈیمر لینن، جوزف سٹالین، اڈولف ہٹلر، بینٹو مسولینی، موزے تنگ، نیکٹا کرچچو، ہو چی مینا، فائیڈل کیسٹرو، پول پوٹ کا بیسویں صدی کی تاریخ کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔

حکومت کی طرف سے اِس بڑی ہلاکت میں اضافہ کرتے ہوئے، جس میں اکیسویں صدی میں تقریباً 200 سے 300 ملین لوگ ہلاک ہوئے، جُرم اور اسقاطِ حمل کی شکل میں اسے جائز ٹھہراتے ہوئے لاکھوں زندگیاں تباہ ہوئیں۔ بہر حال، اتنی خوفناک جتنی بیسویں صدی تھی، یہ اب ایسی دکھائی دیتی ہے کہ اکیسویں صدی بھی خون آلود ہوگی۔ کیوں کو سمجھنے کے لیے، ہمیں تاریخ پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔

کلیسیا (چرچ) اور ریاست کی علیحدگی۔

رقم کی گئی تاریخ میں ماسوائے بغاوت کی خونخوار بیوقانہ جنگ کے، پُرامن صدیوں میں سے ایک انیسویں صدی تھی۔ یہ بنیادی طور پر دو وجوہات کی بناء پر پُرامن تھی: مرکزی وجہ یسوع مسیح کی انجیل کی وسیع پیانے پر منادی تھی۔ جسے یورپ میں ہزار سال کے لیے جبراً روکا گیا تھا، جو سولہویں صدی میں مسیحی ارتقاء کے بعد دوبارہ شروع ہوا، اور جس کا بنیادی طور پر نتیجہ بے ایمان اہلِ کلیسیا اور راہنماؤں کے لمبے عرصہ سے تھامی ہوئی ایذا اور قتل کی روایت کے طور پر اختلافات اور جنگ کی شکل میں نکلا۔ انجیل کی وسیع پیانے پر تبلیغ کا اقوام میں ظلم اور بربریت کی مقدار کو کم کرنے میں بڑا لمبے عرصہ تک اثر رہتا تھا۔ اِس منادی کے زیرِ سایہ، نصاریٰ کا نظریہ، خدا کے منکر ہونے والوں کا نظریہ رکھنے والوں کی بنیادی نظریاتی غلطی یہ تھی کہ ایک مہذب ریاست قانونی طور پر مذہب ہم ہم شکل ہونے کو نافذ کرنے کا تقاضا کرتی ہے، جسے آہستہ آہستہ بائبل کے نظریہ کے ساتھ تبدیل کر دیا گیا جسے خدا نے بنایا کہ چرچ اور ریاست الگ الگ ادارے ہیں، یہ کہ ہر ایک اپنا مناسب مُقام رکھتا ہے، اور اِس طاقت کو انجیل کے، یا کسی بھی فلسفہ کے رواج پانے یا روک تھام کے لیے استعمال نہیں کرنا۔ ریاست اور

چرچ کی علیحدگی اب مذہبی حقوق کے حملے نیچے ہے، جسے رومن اسٹ / ازسرِ نو نظریہ نے اختیار کیا کہ ''بادشاہت'' کی ترقی کے لیے طاقت کا استعمال لازمی ہے۔

سرمایہ داری کا اصول

انیسویں صدی میں ظلم میں کمی کا دوسرا بڑا سبب (ریاست اور چرچ کی اداراتی علیحدگی کے بعد)، انجیل کی وسیع پیانے پر منادی اور ایمان رکھنے کے نتیجے کے طور پر بھی بڑا سبب، شائستہ سرمایہ داری کا ظاہر ہونا تھا، جو مسیحیت کا اقتصادی نظام ہے۔ مغرب میں حکومتوں کو طاقت کے طور پر زندگی کے محافظ اور ذاتی جائیداد کے محافظ کے طور پر اپنے موزوں منصب کو کم کرنا تھا، جیسے پولس رومیوں 13 میں حکم دیتا ہے، جس طرح لوگوں کا رجحان اپنے کام کاج کی طرف تھا جیسے خداوند کی طرف سے حکم ملا تھا(1 تھسلنیکیوں 11:4)، اور جس طرح اقتصادی تعاون تقاضا کرتا تھا اور جو سرمایہ داری کے مزید پھیلنے سے وجود میں آیا، یہاں تک کہ سیاسی حدوں سے باہر ظلم ماند پڑ گیا۔ یہ مسیحی الہیات تھی، جو شخص اور اُس کی جائیداد کے لیے عزت تھی، جو صرف اقتصادی اخلاقی نظام، شائستہ سرمایہ داری کو لایا۔ آج سرمایہ داری کو حقیر سمجھا جاتا ہے، خاص کر اُن سے جو مسیحی ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ کسی قسم کی خیراتی ریاست (اب ترس کھانے والی قدامت پسندی کہا جاتا ہے) یا لوڈیٹ مساوی تقسیم اراضی کا نظریہ، یا اشتراکیت، اقتصادیات یا حکومت کا مسیحی نظام ہے۔

انیسویں صدی۔

انیسویں صدی کے دوران، مسیحیت غائب ہونا شروع ہوئی۔ سولہویں سے اٹھارویں صدی میں انجیل کی منادی ریفارمر اور اُن کے بچوں نے کی جسے اُنہوں نے کئی بناوٹوں سے تبدیل کر دیا: انیسویں صدی کے وسط سے، امریکہ میں سب سے بڑا عقیدہ آرمینیم میتھوڈسٹ چرچ تھا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں، یہ رومن اسٹ چرچ تھا۔ (1789 میں یہاں امریکہ میں شاید 15000 کیتھولکس تھے۔ 2006 سے، یہاں تقریباً 65 لاکھ تھے۔ یہ بے انتہا بڑھوتری نسلی تسلسل اور ہجرت کی وجہ سے تھی، مذہب کی منتقلی کی وجہ سے نہیں تھی)۔ رومن کیتھولک ازم ، سولہویں صدی میں ریفارمیشن سے زخمِ کاری برداشت کرنے کے بعد، تھامس اکیونس کی راہنمائی میں انیسویں صدی میں پھر سے زندہ ہوئی، جسے پوپ لیو تیرہویں نے رومن کلیسیا کا سرکاری فلاسفر کے طور پر نام دیا۔
1879 میں لیو کے اعلان کا ایک نتیجہ انیسویں صدی میں ایک فرمانبردار کیتھولک کے پوپ کے حکم کو آگے لیجانے والے نیو تھام ازم کے طور پر ظاہر ہوا۔
الہیاتی دریا دلی نے انیسویں صدی میں پہلے کلیسیاؤں اور جرمنی کی یونیورسٹیوں کو تباہ کیا، اور پھر بیسویں صدی میں پوری دُنیا میں پھیل گئی۔ ہر قسم کے مسلک، یہوواہ وٹنس، مورمن، مسیحی سائنس، پینٹیکوسٹل ازم، وجدانی معرفت، اور مزید دوسرے انیسویں صدی میں ہی پیدا ہوئے۔ مسیحیت کے رد کیے جانے کی راہنمائی جھوٹے مذاہب کے آغاز سے ہوئی ایسے لوگوں سے جنہوں نے دیوتاؤں اور دیویوں کے تصور سے

سچائی کو رو کے رکھا۔

جیسے ہی انجیل غائب ہوئی حکمرانوں کی طاقت بڑھی۔ ٹوٹلٹیرین ازم بیسویں صدی کی غالب سیاسی وضع قطع تھی، یہاں تک کہ امریکہ، سرمایہ داری کا قیاس کیا جانے والا قلعہ، اُس نے اشتراکی اور فسطائی ریاستوں کی نمایاں صفات کا قیاس کیا۔ وہ صنعت وحرفت جس کی حکومت بلا توقف مالک نہ تھی، جیسے کہ اشتراکیت کی انواع میں اشتمالیت پسندی، اس نے پابندی اور نگرانی کی، جیسے کہ اشتراکیت کی انواع واقسام میں فسطانیت۔ بیسویں صدی کے غالب سیاسی نظریات مخالفِ مسیح تھے: اشتمالیت، اشتراکیت، حریت پسند، اور نازازم۔ اُن کا سب سے بڑا فرق اُن کی قمیضوں کا رنگ تھا۔ وہ کسی مذہب کی مانند مشابہت رکھتے تھے، اور نازازم نے خاص طور پر بہت سے مذہبی ٹوٹلٹیرین کو گرویدہ کیا ،لیکن اُن سب کی بنیاد مرکزی طور پر اس مفروضے پر تھی کہ بائبل کا خدا، اور خود بائبل، افسانوی (خیالی) تھے۔

انیسویں صدی کے دوران فلسفے میں غیر منطقی رُخ نے عروج پکڑا، اور یہ جلد ہی الٰہیات تک پھیل گیا۔ سورین کرکیگارڈ، کارل کارکس، چارلس ڈارون، اور فرائڈرچ نیٹزچی نے جلدی سے ولیم جیمس، سیگمنڈ فروڈ، جان ڈیوے، اور بی۔ ایف۔ سکنر اور درسگائی احمقوں کے میزبان کی پیروی کی جنھوں نے سادہ طرح نہ صرف بائبل کے خدا سے انکار کیا، بلکہ سچائی کے خیال سے بھی۔ بیسویں صدی کے فلسفہ اور الٰہیات کے مطابق، انسان ایک جانور ہے، جذبات بنیادی ہیں، سوچ سے گہرے، سوچ محض عقل کا نام ہے، اور سچائی، جیسے یو۔ ایس سپریم کورٹ کا جج (اولیور وینڈل ہولمس) نے کہا کہ، ایک گروہ کی رائے تھی جسے دوسرے تمام چاٹ سکتے تھے۔ تماشا گاہ اب خونخوار جنگوں، اور بیسویں صدی کے انقلابات کے لیے تیار تھی۔

بیسویں صدی۔

اگر اکیسویں صدی کو بیسویں صدی سے زیادہ ترقی کرنا تھی، تو پھر یہاں فلسفے، الٰہیات، اور بیسویں صدی کی سیاسی سوچ میں کچھ ڈرامائی بہتری کو ہونا تھا۔

(نا صرف خیالات پیش کرنے کے نتائج کو، بلکہ صرف خیالات کے نتائج کو: انسانی اعمال خیالات کے لیے آزاد نہیں بلکہ خیالات کے نتائج کے لیے آزاد ہیں) لیکن یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ بیسویں صدی میں دونوں فلسفہ اور الٰہیات کے غالب سکول مسیحی نہیں تھے، وہ یہاں تک کہ ایک ڈھیلی ڈھالی سمجھ میں صاحبِ عاقل بھی نہیں تھے۔ عالمگیر مسیحی حیاتِ نو فلپ جینکنس اور گرے نارتھ جیسے لوگوں کی پیغام رسانی سے ہوئی، اُن کے بیانات ہمیں مذہبی دُنیا کی ریاست کی بجائے اُن کی بناوٹی مسیحیت کے بارے ہمیں بتاتے ہیں۔ اُن کی مذہبی فریبِ نظر کی بنیاد اُن کی رومن ازم اور پوسٹ ملنیل ازم پر تھی۔ (پوسٹ ملنیل ازم بیسویں صدی میں رومن ازم کے حیاتِ نو کے لیے حصہ ڈالنے والوں میں سے ایک ہے۔ پوسٹ ملنیل قابلِ دید، عکسی تصویر، اور پوری کلیسیائی تاریخ میں متبرک ترقی کا تقاضا کرتا ہے، اور یہ زمانہ وسطیٰ کے دوران مراجعت کرنے کے لیے ہزار سالوں سے بڑھ کر ٹھہر نہیں سکتا۔ اسی لیے، پوسٹ ایز زمانہ وسطیٰ کے وحشیانہ طرزِ عمل اور بدکاری کو

دھونے کے لیے تاریخی اصلاح کار بننے کی خواہش رکھتے تھے۔ پوسٹ ایز یچی مسیح کی کلیسیا کے طور پر رومن کیتھولک کلیسیا کی عزت کرتے تھے، وہ ''زمین پر بروقت'' اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اسے اپنی طاقت اور دولت کے استعمال کرنے کی تعریف کرتے تھے، اور وہ رشوت ستانی، وعدوں، اور دہشت پیدا کرنے کے ذریعہ ملکی حکمرانوں کی رومی کارپردازی کی تقلید کرنے کی تلاش کرتے تھے۔ ان وجوہات کی بناء پر پوسٹ ایز رومی بدعتی ایمان اور اُن کی مداوت کے لیے کھلے ہیں۔ یہ حادثاتی نہیں کہ ویب منسٹر کنفیشن آف فیتھ کے 26 باب کی زبان پوسٹ ملنیل ازم کے زیرِ اثر مخالفِ مسیح کے طور پر پوپ کی اجتماعی شناخت کو ترک کرتے ہوئے تبدیل ہو چکی تھی: ''یہاں کلیسیا کا کوئی دوسرا سربراہ نہیں بلکہ خداوند یسوع مسیح ہے: نہ ہی روم کا پوپ کسی بھی طرح سربراہ ہو سکتا ہے، بلکہ یہ مخالفِ مسیح ہے، گناہ کا شخص اور ہلاکت کا فرزند ہے، جس نے مسیح کے خلاف کلیسیا میں اپنے آپ کو بلند کیا۔ یہ حادثاتی نہیں ہے کہ زیادہ تر بدعتیں اگر سب کی سب نہیں پر یسبا ٹرئن کلیسیاؤں میں واحدیت کی تعلیمات پر از سرِ نو پوست میلینیسٹ ہیں۔

بیسویں صدی کی بڑی تحریکیں انیسویں صدی کا غیر منطقی اسلوبِ بیاں اور تسلسل تھیں۔ اگزسٹنٹیل ازم کیر کیگارڈ اور نیٹزچی کا بچہ تھا، فلسفہ وجودیت اگسٹن کومیٹ کا بچہ تھا، الہیاتی آزاد خیال اور نیو آرتھوڈکسی کیر کیگارڈ اور فرائڈرچ سچلیمارچر، کیر زمانیہ کے بچے تھے، جواب پوری دُنیا میں 600 ملین کی تعداد میں اس کے پیرو ہیں، یہ آزاد خیال، تجرباتی، اور قرونِ وسطیٰ کی رازیت کے حامی تھے۔ بیسویں صدی کی تمام بڑی الہیاتی اور فلسفیاتی تحریکیں عموماً اسے رکھتی تھیں: جس میں خاص وجہ کے لیے عداوت قوتِ فیصلہ، ذہانت، سمجھ بوجھ، اور کلام، اور اسی کے مساوی جذبے کا مستحکم لگاؤ، غیر منطقی، جبلت، بھید، تجربہ، اور عمل۔

مغرب میں بیسویں صدی کے آغاز پر اسے بے شمار نظریات اور سرمایہ داری کے اصول سے موسوم کیا گیا اور ٹیکنالوجی نئی اور بہتر دنیا بنا رہی تھی: الیکٹرک لائٹ سے چیزوں کا سر دھونا، چیزوں کا اُڑان بھرنا اور بہت سی اچھی چیزیں وجود میں آئیں۔ الہیات میں پوسٹ ملنیل ازم بہت غالب ایسچاٹولوجیکل سکول تھا، اور خدا کی بادشاہت کونے کے اردگرد تھی۔ پھر 1914 میں جنگِ عظیم شروع ہوئی، اور احمق رومانی دُنیا سے اچھی اُمید رکھنے والے بیسویں صدی کے آغاز پر ہی بکھر گئے۔

جنگ نے امروں کو حامی بنایا اور رامروں نے مزید جنگیں شروع کیں۔ ساری ٹیکنالوجیکل ترقی جسے سرمایہ داری سے مہیا کیا گیا وہ غیر مسیحی فلسفہ اور الہیات سے اخلاقی اور الہیاتی مراجعت پیدا کرنے کے لیے معاوضہ نہیں دے سکتی تھی۔ یہاں تک کہ بیسویں صدی کے غیر مسیحیوں اور مسیحیوں کے مخالفین اور حکومتیں کے ہاتھوں بدترین حالت میں تھے، سرمایہ داری کی ٹیکنالوجیکل جواں مردی لوگوں کو پہلے کبھی مارے جانے کی نسبت مزید موثر طور پر مارے جانے کا ذریعہ بنی۔

اکیسویں صدی۔

دو صدیوں کے غیر منطقی ہونے کا نتیجہ یہ ہے کہ اکیسویں صدی کے آغاز پر، ہم پُر ایمان نہ ہونے کے ساتھ اس کا سامنا کرتے ہیں، لیکن

ہمارے آباواجداد کے سالوں قبل اس کا سامنا کرنے کی بجائے ہم اس کے بھیانک ہونے کا سامنا کرتے ہیں۔گزشتہ سو سالوں سے ہم اوپس ڈئی جیسی تنظیموں کو قرونِ وسطٰی میں رومن ازم اور رومن اسٹ کے آشکارہ ہونے کو دیکھ چکے ہیں۔قرونِ وسطٰی کی رومیت محض رومن کیتھولک ریاست اور اس کے ہزاروں تعلیمی اداروں کی پابند نہیں ہے، بلکہ بہت سے برائے نام پروٹسٹنٹ کے درمیان پیروکاروں کو حاصل کیا۔ بہت سے بارآور مصنفین نارمن گیسلر اور آر۔سی۔سپرول، اور بہت سے کم جان پہچان والے پروٹسٹنٹ اور فلاسفر، رومن کیتھولک کے سرکاری فلاسفر، تھامس اکیونس کے شاگرد ہیں۔اُن کے اثر نے بہت سے پروٹسٹنٹ کو بائبل اور فلسفہ اور دلائل سے ثابت کرنے والوں کے ریفارمڈ نظریہ اور روم کے ساتھ مصالحت کرنے میں غلط راہنمائی کی۔قرونِ وسطٰی کے اسلام کو، اب عموماً "مرکزی اسلام" کہا گیا ہے، اور قرونِ وسطٰی کی یہودیت، جو 1948 میں اسرائیل کی جدید ریاست کے طور پر قائم ہوتے ہوئے نمودار ہوئی۔ تینوں مذاہب، رومیت، اسلام اور یہودیت، جھوٹے، جنگجو اور ظالم مذاہب ہیں۔ ہر گروہ کے دیندار دوسرے دو کے اراکین سے نفرت اور مخالفت کرتے ہیں۔لیکن آج تاریخ 2003 ہے، 1006 نہیں، اور ان مذاہب کے ہر سچے ایماندار جوہری، حیاتیات، کیمیکل، اور برقی ہتھیاروں تک رسائی رکھتے ہیں۔

الٰہی مداخلت کا ڈرامائی بحر، جیسے کہ نیا ریفارمیشن، یا مسیح کی آمدِ ثانی، اکیسویں صدی کی مذہبی جنگیں ہونگیں۔یہ بیسویں صدی کی لادین جنگوں سے بڑھ کر بدترین ہونگیں۔ممتاز شخصیات کے تین اصول تین مذاہب ہونگے جنہوں نے صدیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کی۔جنگیں پہلے ہی شروع ہوچکی تھیں۔

اس کا ادراک کرنا بہت اہمیت کا حامل ہے کہ مسیحیوں کے پاس اس لڑائی میں کتے نہیں تھے۔نہ رومیت نہ ہی یہودیت نہ ہی اسلام مسیحیت ہے، اب بہت سے جو مسیحی ہونے کا اقرار کرتے ہیں یہودیت یا رومیت کی حمایت کرتے ہیں۔امریکہ میں نام نہاد مسیحی حقوق، جو کہ رومیت، ڈسپنسیشنل ازم اور از سرِ نو تعمیر کے اثر نیچے تھے، یہ دہائیوں سے اسرائیل، یہودیت اور رومن کے حمایتی تھے۔امریکن قدامت پسند تحریک میں بنیادی صورتیں رومن اسٹ تھی، اگرچہ اُن کے فنڈز کا بڑا ذریعہ پروٹسٹنٹ تھا۔نام نہاد قدامت پسند (نیو۔کونس) یہودی ہیں۔
یو۔ایس حکومت، یو۔ایس قانون کی بےحُرمتی میں امریکن محصول دینے والوں سے، اگر سو نہیں تو، دس بلین ڈالر لے چکی ہے، اور انہیں 50 سالوں سے زائد عرصہ تک اسرائیل کی حلومت کو دیا۔ہم نے جنگیں لڑیں اور بہت سے رومن کیتھولک آمروں کو بازیاب کرنے کے لیے لاکھوں ڈالر خرچ کیے۔(حال ہی میں، یو۔ایس حکومت نے امریکی لوگوں سے جبراً پیسے وصول کرکے عرب اور مسلم اقوام کو بھیجنا شروع کیے)۔امریکہ میں قدامت پسند تحریک نے امریکن (اور بائبلی) غیر ملکی لشکر کشی کی آزادی کی پالیسی کو ہمارے حکومت سے 1776 تک دست انداز ہونے سے دستبردار ہونے تک تعاقب کیا جس نے بہت سی غیر اقوام اور لوگوں کو، جس میں زیادہ تر مسلمان شامل تھے ناراض کیا۔
کیونکہ مسیحیت نہ توں رومیت نہ ہی یہودیت نہ ہی اسلام ہے، لہٰذا یہاں امریکہ کے لیے، تاریخی طور پر، اگر موجودہ طور پر مسیحی قوم نہیں، اس اکیسویں صدی کی جنگوں میں شامل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔لیکن امریکن شہریوں (اور غیر شہریوں) کے اثر کی وجہ سے جو کہ

یہودی، کیتھولک، اورڈسپنسیشنل مبشران ہیں، ہم پہلے ہی سے اس میں بتاا ہیں۔ درحقیقت، کیونکہ بیسویں صدی میں ہماری غیر ملکی قدامت پسندانہ پالیسی قائم کی جاچکی تھی، اور ہماری پہلے سے خالی جنگ کی حالیہ پالیسی کی وجہ سے، امریکہ دُنیا کے جنگجو مسلمانوں کا بنیادی ہدف بن چکا ہے۔ اور نا صرف مسلمان۔ دونوں اسرائیل اور روم کے ایجنٹ بھی امریکہ میں متحرک ہیں، دونوں آگاہی اور بااثر پالیسی کو اکٹھا کر رہے ہیں۔ یو۔ ایس حکومت غیر ملکی دلچسپیوں سے ساز باز کرتی ہے۔ دونوں اسرائیل اور ویٹیکن امریکہ کو اس مذہبی جنگوں میں اپنے نائب کے طور پر دیکھتے ہیں۔

میری کتاب :متبرک بڑائی کے خبط میں، رومن کیتھولک کلیسیا کی اقتصادی اور سیاسی سوچ کو، میں نے گزشتہ 1500 سالوں کے رومن کیتھولک کے تشدد کے نظریہ اور مشق کو تحریر کیا ہے۔ تھامس اکیونس، ''ملکوتی صفات کا ڈاکٹر'' اور رومن کیتھولک کلیسیا کا سرکاری فلاسفر اور بہت سے برائے نام پروٹسٹنٹ اُستادوں کا غیر سرکاری فلاسفر، ٹوٹلٹرین تھا، وہ اپنے ناصح کی طرح مشرک یونانی فلاسفر ارسطو کی مانند تھا۔ اے۔ پی۔ ڈی اینٹروریس، بیسویں صدی میں سب سے نمایاں سیاسی تاریخ نویس، جس نے تھامس کو لکھا: ''جدید انسان کے لیے اس نظام کو قبول کرنا بمشکل ممکن ہے جس کی سینٹ تھامس نے بنیاد ڈالی۔۔۔ جو شہری اور مذہبی آزادی کے نظریہ سے دستبردار ہونے کے بغیر ہے جس کا ہمیں قیاس کرنے کا حق حاصل ہے جو کہ مغرب کی بہت قیمتی فتح ہے۔'' ''انجلیکل ڈاکٹر'' نے نصاریٰ کے دفاع میں مناسب پالیسیوں کے طور پر قید، تشدد، قتل اور جلاوطنی کے لیے عذر پیش کیا۔ اس کے طاقت کو استعمال کرنے کے خواہاں ہونے میں، رومیت دوسرے بڑے مذاہب اسلام او یہودیت سے مختلف نہیں۔

اس کے علاوہ جو کسی جھوٹی خبر رکھنے والے لوگوں نے سوچا، مذہبی مقاصد کے لیے طاقت کو استعمال کرنے کے خواہش زمانہ وسطیٰ کے ساتھ ختم نہ ہوئی۔ ہلری بیلک، بیسویں صدی کے ایک امریکن کیتھولک شوقین نے آدھ تعلیم یافتہ پروٹسٹنٹ کے لیے حوالہ پیش کیا، جس میں اُس نے ''کیتھولک خیالات، تعلیم، انداز اور جو کچھ اس میں تھا اُسے کے ''حق'' کا دفاع کیا، اور اس کے ساتھ کیتھولک ریاست کا اصول اور کیتھولک سوسائٹی کے علیحدہ ہونے سے باز رہنے اور اس کی تہذیب کے اتحاد کو بچانے کے لیے بڑا المباعرصہ جدوجہد کی۔ کوئی بھی قائم شدہ معاشرہ، اچھا ہے یا بُرا، بیلک بولیوٹڈ، حقوق پر قابض ہے۔'' اس معاملے کے ساتھ، ہمیں مسیحیوں کی ایذ ارسانیوں کے لیے خدا کو نا ماننے والے روم پر الزام نہیں لگانا، کیونکہ خدا کو نا ماننے والے رومی اپنی تہذیب کو بچانے'' کے لیے کوشش کر رہے تھے۔

کیتھولک سکول کی درسی کُتب سکھاتی ہیں کہ، ''کیتھولک لوگوں جتنی جلدی ممکن ہے، مذہبی غیر جانب داری اور ناپائیداری کے رد کیے جانے کے لیے کوششیں کرنی چاہیے۔'' یہ کہ، کیتھولک مذہبی آزادی کے امریکی نظام کو توڑنا اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے۔

کیونکہ یہ جھوٹی سوچ وسیع پیانے پر قبول کی گئی، یہاں انسانی طور پر بات کرتے ہوئے، اکیسویں صدی میں آزادی یا سلامتی کی کوئی اُمید نہیں، بلکہ اس کی بجائے دُنیا کی مذہبی جنگ کا سایہ ہے۔ اَمن کے شہزادے کی الہیات، جو آزادی کا مصنف ہے، وہ زیادہ تر اُن سے رد کیا گیا جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں۔ اگر یسوع مسیح آسمان سے جلد واپس نہیں آتا۔ اور نہ ہی آج سے 10,000 سال جیسے پوسٹ میلنل

اسٹ کہتے ہیں کہ وہ ہوگا۔ دیندار مذہبی، مسیحیوں کے مخالف لوگ اکیسویں صدی میں سیکڑوں لاکھوں جانوں کو قتل کیا۔ پروٹسٹنٹ ریفارمیشن بلاشبہ ختم ہوئی، سلامتی، آزادی اور اقبال مندی کی مہلت دی، اِس نے قربت حاصل کرنے کے لیے مغرب کی لمبی تعریف کو مقدور رکھا، اور دُنیا نئے اندھیرے، اسیری، ہوس پرستی کو مالی طور پر مقدور رکھا۔ یسوع کی آمدِ ثانی اور صرف روالقدس کا خلافِ معمول کام ٹوٹلڑ این کو اپنے لاکھوں لوگوں کو باز رکھتا ہے۔

مسیحی اُمید۔

مسیحیت، یہ کہ، بائبل میں اُن کے دعوے اور اُن کی منطقی درخواستیں ،صرف اُمید کی پیشکش کرتی ہیں، اور اکیلا مسیحی ہی اُمید رکھتا ہے، کیونکہ مسیحیت اس دُنیا کی نہیں، اور ایک مسیحی، انتخاب کے وسیلہ، نئی پیدائش اور الٰہی لے پالک، ایک یاتری ہے، وہ اس دُنیا کا شہری نہیں ہے۔'' یہ سب [ہابل، حنوک، نوح، ابراہام، اضحاق، یعقوب، سارہ] ایمان میں مرے، وعدوں کو حاصل نہ کرتے ہوئے، لیکن اُنہیں فاصلے سے دیکھتے ہوئے، جو اُن کے لیے یقینی تھے، اور جنہوں نے اقرار کیا کہ وہ اس زمین پر مسافر اور یاتری تھے۔ وہ جو ایسی چیزیں کہتے ہیں وہ واضح طور پر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ وطن کی تلاش میں ہیں۔۔۔ لیکن اب وہ بہتر کی خواہش رکھتے ہیں، یہ کہ آسمانی وطن کی۔ اِسی لیے خدا اُن کا خدا کہلوائے جانے میں شرم محسوس نہیں کرتا، کیونکہ وہ اُن کے لیے شہر تیار کر چکا ہے۔''(عبرانیوں 11)۔ ''مگر ہمارا وطن آسمان پر ہے اور ہم ایک منجی یعنی خداوند یسوع مسیح کے وہاں آنے کے انتظار میں ہیں۔''
(فلپیوں 20:3)۔ مسیح نے کہا،''
میری بادشاہت اِس دُنیا کی نہیں۔ اگر میری بادشاہت اِس دُنیا کی ہوتی، تو میرے خادم لڑائی کرتے، اور اس طرح میں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا، لیکن اب میری بادشادہت یہاں کی نہیں ہے۔'' یہ اس بیان کی پیروی کرتی ہے کہ وہ جو زمینی بادشاہت کو قائم کرنے کے لیے لڑائی کرتے ہیں وہ مسیح کی بادشاہت کے نہیں ہیں۔ محمد کے خادم لڑائی کرتے ہیں، جیسے محمد نے کی، کیونکہ اُس کی بادشاہت اِس دُنیا کی ہے۔ پاپائی خادمین لڑائی کرتے ہیں، جیسے کہ پوپ کرتے ہیں، کیونکہ اُن کی بادشاہی اس دُنیا کی ہے۔ ابراہام کے خادموں (فرزند نہیں) نے لڑائی کی جیسے مکابیوں نے کی، تا کہ اِس دُنیا میں اُن کی بادشاہت ہو۔ لیکن روح القدس نے ،پولس کی تحریر کے وسیلہ کہا،'' کیونکہ ہم اگرچہ جسم میں زندگی گزارتے ہیں مگر جسم کے طور پر لڑتے ہیں۔ اِس لیے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں (یہ کہ، مادی، قابلِ دید، چھونے کے قابل، عکسی نہیں) بلکہ خدا کے نزدیک قلعوں کو ڈھادینے کے قابل ہیں۔ چنانچہ ہم تصورات اور ہر ایک اونچی چیز کو جو خدا کی پہچان کے برخلاف سر اُٹھائے ہوئے ہے ڈھا دیتے ہیں اور ہر ایک خیال کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار بنا دیتے ہیں۔''

کیونکہ اُس کی شہریت آسمانی ہے، اِس لیے مسیحیوں کو اُس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں کو بدن کو قتل کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ اُس سے ڈرتا ہے جو جو اُس کی جان کی حفاظت کر سکتا اور کرے گا اور اُسے آنے والی دُنیا میں موزوں بدن عطا کرے گا۔ مسیحی یہ جانتے ہیں جب توبہ کے ساتھ

نجات کے لیے آخری شخص کا انتخاب کیا گیا (2 پطرس 3:9۔10)، خدا انسانی تاریخ کا خاتمہ کرے گا، تمام انسانوں کا انصاف کرے گا، بھیڑوں بکریوں اور بچھڑوں کو الگ کرے گا، اور اپنے دوستوں کو اپنے ساتھ ابدی زندگی کے لیے بُلائے گا۔ مزید جنگ نہ ہوگی۔ امن کا شہزادہ اج کرے گا، اور مقدسین دُنیا کے خاتمے کے بغیر، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خداوند یسوع مسیح کے جلال اور علم اور آزادی میں پروان چڑھیں گے۔

یہ مضمون ڈاکٹر روبن کی کتاب، آزادی اور سرمایہ داری نظام : مسیحی سیاست اور اقتصادیات پر مضامین میں سے ہے۔ یہ 650 صفحات پر مشتعمل کتاب 29.95 ڈالر کی ہے۔